بسم اللہ الرحمن الرحیم
کتاب: تذکرہ ہندوستان
کا تنقیدی جائزہ
پیشکش: صدائے قلب
14 جنوری 2020ء

کچھ عرصہ پہلے ایک کتاب بنام "تذکرہ علمائے ہندوستان" شائع ہوئی۔یہ کتاب سید محمد حسین بدایونی (المتوفی 1918ء) نے لکھی تھی، لیکن وہ ایک مسودہ کی شکل میں تھی، ڈاکٹر خوشتر نورانی نے اسی مسودے پر PHD کا مقالہ لکھ کر سند حاصل کی اور بعد میں اس مقالہ کو چھاپ دیا۔اس کتاب کے منظر عام پر آتے ہیں علمائے اہل سنت کی طرف سے شدید رد عمل سامنے آیا۔سب سے پہلا اعتراض یہ ہوا کہ اس کتاب میں قادیانیوں کو بھی علماء میں شامل کر لیا گیا ہے۔پھر جس نے جتنی کتاب پڑھی اسی حساب سے اپنے اعتراضات تحریری شکل میں سوشل میڈیا پر وائرل کیے۔

اس کتاب کے مصنف محمد حسین بدایونی کے حوالے سے کلام کیا جائے تو یہ اہل سنت کی معتبر شخصیت نہیں بلکہ صلح کلی لگتا ہے کیونکہ کثیر سنی علماء کی سیرت میں اس نے لکھا کہ وہ رد بدمذہب کرتے تھے، لیکن خود انہوں نے بدمذہبوں کا رد نہیں کیا بلکہ ان کی تعریفات ہی کیں۔

اس کتاب کو چھاپنے اور اس پر حاشیہ لگانے والے خوشتر نورانی صاحب ہیں، جن کی نسبت فخر اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے۔خوشتر نورانی صاحب نے اس کتاب کے دفاع میں علمائے اہل سنت کے اعتراضات کے جوابات دینے کی کوشش کی لیکن علمی طور پر ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ایک دو اور شخصیات نے بھی اس کتاب کو پاک وصاف کرنے کی اور اعتراضات کرنے والے کو جاہل ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔آج کل سیکولر اور لبرل لوگوں کی طرح صلح کلیوں میں بھی یہ وبا عام ہے کہ یہ خود کو آزاد سمجھ کر ہر طرح کی جائز و ناجائز باتیں کرتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ اتحاد و امن کے داعی، شدت پسندی کے مخالف ہیں، لیکن جب علمائے حق ان کے افعال کی شرعی گرفت کرتے ہیں تو فوراً اپنے دعوے بھول کر ان پر شدت پسند، قدامت پسند اور تکفیری مولوی کے الزامات لگانا شروع ہو جاتے ہیں۔

اس کتاب کو چھاپنے والے ناشر مقصود بھائی جو پاکستان میں رہتے ہیں، بعض حضرات کی طرف سے یہ خبر ملی ہے کہ اگر دلائل کے ساتھ ان کو سمجھایا جائے تو امید ہے کہ یہ اپنی غلطی تسلیم کر لیں گے۔مقصود بھائی سے جب اس حوالے سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے ملنے سے تو انکار کر دیا لیکن اتنا کہہ دیا کہ آپ اس کتاب پر جو شرعی حکم بنتا ہے وہ لکھ دیں۔

ان حالات میں راقم نے مناسب سمجھا کہ اس کتاب کا مکمل مطالعہ کر کے جو شرعی اغلاط ہیں وہ علمائے کرام اور عوام الناس کے سامنے پیش کی جائیں اور خوشتر نورانی صاحب اور مقصود بھائی سے درخواست کی جائے کہ آپ اس تحریر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے شرعی نقطہ نظر سے غور و فکر کریں اور اپنے عمل سے رجوع کریں۔

اس کتاب میں کل چار شرعی قباحتیں ہیں:

(۱) اس کتاب کو بغور پڑھنے کی بجائے سرسری بھی پڑھا جائے تو جگہ جگہ اس میں صلح کلیت نظر آتی ہے۔ وہی صلح کلی مولویوں والا انداز کہ غیروں کے ساتھ بیٹھے اور اپنوں کو نظر انداز کرنا۔ چاندپوری اور عبد الحیرائے بریلی (صاحب نزہۃ الخواطر) جیسے لوگ جنھوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان اور سنیت کے خلاف لکھا، ان لوگوں کا ذکر بھی مصنف اور محشی نے بڑے احترام سے کیا ہے۔

(۲) کتاب کا نام "تذکرہ علمائے ہندوستان" رکھا، یہ نام ایسا ہے کہ قاری اسے پڑھ کر یہی تصور جماتا ہے کہ اس میں صحیح العقیدہ علمائے کرام کی سیرت بیان ہو گی جنھوں نے ملک و قوم کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا، لیکن اس کتاب میں مرتدین کو اہل علم کے طور پر پیش کیا گیا۔

(۳) گمراہ اور مرتدین کا ذکر خوب تعریفی اور تعظیمی کلمات کے ساتھ کیا۔

(۴) گمراہ اور مرتدین کے حالات زندگی صحیح طرح بیان نہ کیے بلکہ تصویر کا فقط ایک رخ دکھایا کہ وہ کس قدر علمی قابلیت کے حامل تھے۔ یہ واضح نہ کیا کہ ان کے باطل عقیدے کیا تھے اور انہوں نے اپنے ان باطل عقیدوں کی ترویج کے لیے کیا فتنہ و فساد بھرپا کیے۔ حالانکہ مصنف اور محشی اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کے عقائد کیا تھے۔ لیکن اس اہم بات سے صرفِ نظر کیا گیا۔ اس کا نقصان یہ ہوا کہ گمراہ فرقوں کے لوگوں کے ہاتھ میں ایک تحریری سند دی کہ اہل سنت کے پلیٹ فارم سے ان کے مولویوں کی تعظیم و تعریف کی گئی ہے۔ مصنف نے مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر اس طور پر کیا کہ وہ عیسائی اور دیگر اسلام مخالفین سے مناظرے کرتا رہا۔ جسے پڑھ کر قاری یہ سمجھے گا کہ مرزا نے دین اسلام کی خدمت کی ہے۔ اس کے دعویٰ مجدد، مہدی اور نبی کو صحیح طرح ذکر ہی نہیں کیا فقط اتنا کہا کہ "آخر پر نزول وحی کے مدعی ہوئے" خوشتر نورانی نے حاشیہ میں لکھا: "مرزا صاحب کے مذکورہ دعوے کے پیش نظر جمہور علمائے اسلام نے اس گروہ کو کافر قرار دیا ہے۔" (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 688، دار النعمان پبلیشرز)

یہاں لفظ جمہور عجیب ہے کہ اس کا متبادل یہ بنتا ہے کہ بعض علما اس کی تکفیر کے قائل نہ تھے۔

قادیانیوں کے خلیفہ اول نورالدین قادیانی کو مرتد نہ کہا بلکہ اس کے نام کے ساتھ مولانا لکھا اور کہا: ''حکیم خلیفہ نور الدین مرزائی، آپ شاگرد اور مرید و خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ہیں، گویا مرزا صاحب کے خاص دست راست ہیں۔'' (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 394، دارالنعمان پبلیشرز)

نورالدین قادیانی کے متعلق خوشتر نورانی کا حاشیہ ملاحظہ ہو: ''مرزا صاحب کی اس دنیا سے رخصتی کے بعد ۲۷ مئی کو مولانا نورالدین کو متفقہ طور پر پہلا خلیفہ منتخب کیا گیا۔۔۔ مولانا کے عہد میں اس فرقے نے کافی ترقی کی، نئے اخبارات کا اجرا ہو، تصانیف کا شعبہ قائم ہوا اور درجنوں تصانیف لکھی گئیں، بڑے پیمانے پر لائبریری قائم کی گئی اور انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ہوا، نیز لندن میں پہلا احمدیہ مشن قائم ہوا۔ مولانا نے ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ کو قادیان، ضلع گورداس پور میں اس دار فانی سے کوچ کیا۔''

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 821، دارالنعمان پبلیشرز)

کتاب ''تذکرہ علمائے ہندوستان'' کی تائید کرنے والوں کے دلائل

خوشتر نورانی اور اس کتاب کی تائید کرنے والوں پر جب تنقید کی گئی تو انہوں نے اپنے دفاع میں دو مغالطے دینے کی کوشش کی:

(۱) اہل حق و باطل سب کے ساتھ لفظ مولانا لکھنا ''تذکرہ علمائے ہندوستان'' ہی میں نہیں بلکہ اور بھی کئی اہل سنت کی مستند شخصیات میں پایا جاتا ہے۔

(۲) تاریخ لکھنے کا یہ انداز ہوتا ہے کہ ہر ایک کے متعلق مواد پیش کر دیا جائے اگرچہ اس کے نظریات جیسے بھی ہوں۔

پہلے مغالطے کا جواب

پہلے مغالطے کا جواب یہ ہے کہ اعتراض یہ نہیں کہ گمراہ مولویوں کے ساتھ مولانا لکھنا مطلقاً حرام ہے کیونکہ لفظ مولوی یا مولانا عرفی طور پر بطور حکایت گمراہوں کے ساتھ لکھ دیا جاتا ہے جس میں تعظیم مقصود نہیں ہوتی۔ اصل اعتراض یہ ہے کہ ایک کتاب علمائے ہندوستان کے عنوان سے لکھ کر اس کے اندر نہ صرف گمراہ و مرتد مولویوں کا

ذکر کیا گیا بلکہ ان کے ساتھ تعظیمی کلمات لکھے گئے ہیں جیسے ''حضرت''، ''ولادت باسعادت''، مرحوم، زید اللہ برکاتہ وغیرہ۔ نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اہل سنت کے علماء سے زیادہ بدمذہبوں کے ساتھ لکھا دیکھا گیا۔ ایک بندہ اگر صوفیائے ہندوستان نامی کتاب لکھ کر جعلی پیروں کا بھی اس میں تعظیمی کلمات کے ساتھ ذکر کرے تو یقیناً اس کے اس فعل کی مذمت کی جائے گی۔ یونہی اگر کوئی ایک کتاب بنام ''حکماء عرب'' لکھے جس میں ابو جہل کا بھی بطور ''حکیم'' ذکر کرے تو یہی کہا جائے گا کہ مصنف نے کافروں کے سردار، دشمن رسول کو عزت دی۔

کتاب کے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

سید احمد مجاہد بریلوی کے متعلق لکھا: ''سید احمد مجاہد رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وبرد اللہ مضجعہ اگرچہ بظاہر یہ ذات ملکی صفات، زمرہ علمائے کرام میں شامل نہیں ہے، مگر بباطن اس زمرے کے علما کے باعث افتخار ہیں۔۔۔بعزم جہاد فی سبیل اللہ ہجرت فرمائی اور 24 ذی قعدہ 1246 ہجری کو متصل بالاکوٹ، واقع ملک پنجاب، شربت شہادت نوش فرمایا۔'' (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 103، دار النعمان پبلیشرز)

اسماعیل دہلوی کا ذکر کئی مقامات پر جب کیا تو اس کے ساتھ شہید لکھا اور ایک جگہ لکھا: ''مولوی اسماعیل شہید مرحوم دہلوی'' (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 303، دار النعمان پبلیشرز)

مصنف نے اسماعیل دہلوی کے زندگی پر جب لکھا تو تعریف زیادہ اور تنقید کم کی، کچھ جملے ملاحظہ ہوں: ''حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی۔۔۔اپنے خاندانی علما و اساتذہ سے تحصیلِ علوم وتکسیبِ فنون، بوجہ اتم و اکمل کی۔۔۔۔پیر و مرشد کے اوصاف ظاہری و باطنی اور محامد و مناقب میں کتاب ''صراط مستقیم'' بزبان فارسی لکھی۔ اہل اسلام میں تفرقہ ڈالا۔۔۔پنجاب میں متصل بالاکوٹ۔۔۔شربت شہادت نوش فرمایا۔''
(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 333، دار النعمان پبلیشرز)

یہاں اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کا بالکل ذکر نہ کیا اور صراط مستقیم کو بھی مرشد کے اوصاف ظاہری و باطنی قرار دے دیا۔ حاشیہ میں خوشتر نورانی نے بھی کچھ زیادہ واضح کھل کر اسماعیل دہلوی کے فتنوں کا ذکر نہ کیا۔

پاک وہند کا کونسا عالم ہو گا جو "حسام الحرمین" کے متعلق نہ جانتا ہو۔ مصنف اور محشی دونوں نے حسام الحرمین کو نہ صرف نظر انداز کیا بلکہ دیابنہ اربعہ کی خوب تعریف و تعظیم کی۔ قاسم نانوتوی کے متعلق لکھا: "حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی" (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 241، دار النعمان پبلیشرز)

ایک جگہ لکھا: "مولانا محمد قاسم نانوتوی مرحوم کے شاگرد رشید ہیں۔"
(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 364، دار النعمان پبلیشرز)

مصنف نے جب قاسم نانوتوی کے متعلق لکھا تو اس میں اس کی کتاب "تحذیر الناس" اور اس سے ہونے والے جھگڑوں کا بالکل ذکر نہ کیا، بلکہ قاسم نانوتوی کی تعریفات سے کلام شروع کیا اور عیسائی پادری اور پنڈت سے مناظرے کے ذکر پر بات ختم کردی۔ ملاحظہ ہو "مولانا محمد قاسم نانوتوی۔۔۔علامہ عصر، فہامہ دہر، فاضل متبحر، مباحث و مناظر، خوش تقریر، محرر بے نظیر، معقولات کے شیدائی تھے۔ عہد طفلی سے ہی ذہین و فطین، طباع، بلند ہمت، وسیع حوصلہ، جفاکش اور جری تھے۔ خوشنویسی کا بچپن سے ہی شوق تھا۔ تحریر نظم کا حوصلہ بڑھا ہوا تھا۔۔۔ مولانا حاجی شاہ امداد اللہ کے مرید و خلیفہ ہو کر فیوض ظاہری و باطنی سے بہرہ اندوز ہوئے۔ شاہ صاحب اکثر فرمایا کرتے کہ محمد قاسم کو خداوند عالم نے میری زبان بنایا تھا۔۔۔"
(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 356، دار النعمان پبلیشرز)

اشرف علی تھانوی کے متعلق لکھا: "حاجی، حافظ، قاری، مولوی اشرف علی تھانوی ابن شیخ عبدالحق صاحب، ولادت باسعادت آپ کی۔۔ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہوئی۔۔۔ اس ذات منبع البرکات، جامع الحسنات کی تصانیف یہ ہیں۔" (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 108، دار النعمان پبلیشرز)

حسن عسکری فتح پوری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا: "کتب صحاح، اول سے آخر تک حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے تمام ہوئیں۔" (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 146، دار النعمان پبلیشرز)

رشید گنگوہی کے متعلق لکھا: "مولوی، عالم، فاضل، استاذ الاساتذہ، رشید احمد محدث حنفی گنگوہی کے فضل و کمالات کا عام طور پر تمام میں شہرہ ہے۔ اکثر علما کو آپ کی شاگردی کا فخر ہے۔"
(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 167، دار النعمان پبلیشرز)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب کے مریدوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: ”خلفائے راشدین: مولوی رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی۔۔۔ حضرت مولوی حاجی اشرف علی تھانوی۔۔۔ زاد اللہ برکاتہم سرا وعلانیہ۔“

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 117، دار النعمان پبلیشرز)

ایک جگہ مصنف نے لکھا اور محشی نے اس کا ترجمہ یوں کیا: ”جو بھی اس فقیر سے محبت و عقیدت اور ارادت رکھتے ہیں ان میں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی جملہ کمالات ظاہری و باطنی کے جامع ہیں۔ یہ حضرات فقیر سے اپنے آپ کو مدارج و کمالات میں کم شمار کرتے ہیں جب کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یہ حضرات میری اور میں ان کی جگہ پر ہوں اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھتا ہوں۔ ایسے حضرات اس زمانے میں نایاب بلکہ کمیاب ہیں۔ ان کی صحبت و خدمت سے فیض اٹھانا چاہیے۔“ (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 788، دار النعمان پبلیشرز)

ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھا: ”ولادت باسعادت اس نیک ذات ستودہ صفات“

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 134، دار النعمان پبلیشرز)

صدیق حسن بھوپالی کے متعلق لکھا: ”ماشاء اللہ جیسے نور علم سے سیرت منور تھی، اسی طرح ظاہری خوبصورتی میں بھی لاجواب تھے۔“ (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 194، دار النعمان پبلیشرز)

نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھا: ”حافظ سید نذیر حسین سورج گڑھی دہلوی زید اللہ فیوضہ۔۔۔ یہ ذات ستودہ صفات۔۔۔ جلوہ گر ہوئی۔۔۔ شیخ المحدثین و رئیس المفسرین میں شمار ہے۔ نامی گرامی علما کو اس ذات بابرکات کی شاگردی کا فخر ہے۔“ (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 382، دار النعمان پبلیشرز)

محمد ابراہیم آروی کے متعلق لکھا ہے: ”مولوی محمد ابراہیم زید اللہ فیوضہ ابن مولوی حکیم شیخ عبد العلی آروی (ضلع شاہ آباد)، آپ عامل بالحدیث غیر مقلد ہیں، خیالات آپ کے ہر وقت اصلاح قوم و بہبودی پر ہیں۔ مدرسہ احمدیہ آرہ آپ کے ہی فیوض کا سرچشمہ ہے۔“

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 88، دار النعمان پبلیشرز)

عبد الحی رائے بریلی دیوبندی جس نے نزہۃ الخواطر، جلد 8، صفحہ 1181 میں امام احمد رضا خان کے متعلق خوب بغض کا اظہار کیا چنانچہ لکھا ”كان متشدداً في المسائل الفقهية والكلامية، متوسعاً مسارعاً في التكفير، قد حمل لواء التكفير والتفريق في الديار الهندية۔۔۔ وكان لا يتسامح ولا يسمح بتأويل

في كفر ومن لا يوافقه علي عقيدته۔۔۔ثم انصرف إلى تكفير علماء ديو بند، كالإمام محمد قاسم النانوتوي والعلامة رشيد أحمد الكنكوهي والشيخ خليل أحمد السهارنفوري ومولانا أشرف علي التهانوي ومن والاهم، ونسب إليهم عقائد، هم منها برآؤ، ونص على كفرهم وأخذ على ذلك توثيقات علماء الحرمين الذين لا يعرفون الحقيقة "اس عبد الحی کے **متعلق مصنف محمد حسین بدایونی** نے لکھا: "**اس ذات ستودہ صفات کی ولادت باسعادت۔۔۔ تصانیف آپ کی مفید ثابت ہوئی ہیں۔**"

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ222، دار النعمان پبلیشرز)

خوشتر نورانی نے نزہۃ الخواطر میں موجود امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے تعارف کا حوالہ دیا لیکن ایک جملہ بھی عبدالحی کی تردید میں نہ لکھ سکے۔ تھوڑی اپنے مسلک کے ساتھ وفاداری بھی ہونی چاہیے۔

سر سید احمد خاں کا کثیر مقامات پر جب تذکرہ کیا تو اسے "نجم الہند" کہا۔ اس کا تعارف کچھ یوں پیش کیا: "نجم الہند سید احمد دہلوی ثم علی گڑھی، ابن سید محمد متقی ابن سید محمد ہادی 17 اکتوبر 1817ء کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔۔۔ عالم، عاقل، مدبر، منتظم بالخصوص مسلمانوں کے ہمدرد و خیر خواہ مونس و جاں نثار تھے۔۔۔ اس میں بڑا بھاری اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا سید صاحب نے اپنے خیالات سے (جو زمانے کی رفتار پر بہ نیت بہبودی و ترقی قوم کی خاطر تھے) توبہ کی یا نہیں، لیکن میری تحقیقات سے یہی امر بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ آپ نے بصدق دل بگریہ و زاری توبہ کی اور کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ بآواز بلند پڑھا۔۔۔ اکثر ضروریات دین کے منکر تھے اور اسی باعث تفسیر بالرائے لکھی جس سے آخر میں تائب ہوئے، خدا ان کی توبہ قبول کرے۔"

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 93،95، دار النعمان پبلیشرز)

یہاں مصنف نے عجیب و غریب انداز میں سر سید کو پاک و صاف کرنے کی کوشش کی ہے۔ سب سے پہلے تو یہ اپنے پاس سے بات کہہ دی کہ سر سید کے جو بھی باطل عقائد تھے وہ قوم کی ترقی کی خاطر تھے۔ کیا نیچریت میں قوم کی ترقی ہے، جنت اور حوروں کا مذاق اڑانا، معجزات کا انکار کرنے میں کونسی قوم کی بہتری ہے؟ مزید اپنے طور پر کہہ دیا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے توبہ کرلی تھی، لیکن یہ واضح نہیں کیا کہ وہ ثبوت کیا تھا، مصنف کی خود اپنی حیثیت مستند نہیں تو کیسے ایک نیچری شخص کے متعلق مان لیں کہ اس نے توبہ کرلی ہو گی۔ اس طرح تو کسی بھی گمراہ و مرتد کے بارے میں کوئی مصنف ایسا لکھ دے تو کیا ہمیں ماننا ہو گا؟

یہ چند حوالے قارئین کے سامنے پیش کیے ہیں جسے پڑھ کر ہر ذی شعور صحیح العقیدہ شخص یہ سمجھ سکتاہے کہ کس طرح بدمذہبوں اور مرتدین کی تعظیم وتعریف کی گئی ہے۔ شرعی طور بدمذہب کی تعظیم حرام اور اس کی گمراہی کو چھپانا دوسرا حرام فعل ہے، جو اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''من سلم علی صاحب بدعۃ اولقیہ بالبشر اواستقبلہ بما یسرہ فقد استخف بما انزل علی محمد'' ترجمہ: جو کسی بدمذہب کو سلام کرے یا اس سے بکشادہ پیشانی ملے یا اس کا ایسا استقبال کرے جس سے وہ خوش ہو تو اس نے اس چیز کو ہلکا سمجھا جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی۔

(تاریخ بغداد ، ترجمہ عبد الرحمن ابن عوف، جلد10،صفحہ264،دار الفکر، بیروت، ماخوذ از فتاوی رضویہ ،جلد21،صفحہ190)

ایک حدیث میں ہے ''من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام'' ترجمہ: جس نے کسی بدعتی وبدمذہب آدمی کی تعظیم کی اس نے بلاشبہ اسلام کے گرانے (مٹانے) پر امداد کی۔

(المعجم الاوسط، باب المیم من اسمہ: محمد، جلد7، صفحہ35، حدیث6772، دار الحرمین، القاھرۃ)

شعب الایمان کی حدیث پاک ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''اذامدح الفاسق غضب الرب واھتز لذٰلک العرش'' ترجمہ: جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔

(شعب الایمان باب فی حفظ اللسان، جلد6، صفحہ511، حدیث4544، مکتبۃ الرشد، الریاض)

فاسق وفاجر، گمرو مرتدین کی تردید وتوہین تاحدِ مقدور فرض ہے۔ حدیث شریف میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بمافیہ یحذرہ الناس'' ترجمہ: کیا تم فاجر کے ذکر سے گبھراتے ہو، لوگ کب اسے جانیں گے؟ فاجر کے فجور کا ذکر کرو تاکہ لوگ اس سے محفوظ رہیں۔

(تاریخ بغداد، جارود بن یزید أبو الضحاک النیسابوري، جلد8، صفحہ194، حدیث2380، دار الغرب الإسلامي، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے سوال ہوا کہ کافر، مرتد، مبتدع، بدمذہب اور فاسق کو ابتداء سلام کہنا یا ان سے خندہ پیشانی سے پیش آنا، ہنسنا بولنا، ایسی دوستی رکھنا جیسے دنیادار ہنسنے بولنے کے لئے

رکھتے ہیں اس سلسلہ میں انہیں تحائف روانہ کرنا یا ان کی ایسی تعظیم کرنا کہ وہ آئیں تو کھڑے ہو گئے یا تحریراً تقریراً انہیں عنایت فرمایا کریم، مشفق مہربان، یاجناب صاحب لکھنا وغیرہ جائز ہے کہ نہیں؟ خلاصہ یہ کہ ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ کرنا جس سے وہ خوش ہوں یا اس میں اپنی تعظیم جانیں اگرچہ فاعل (کرنے والے) کی نیت اس تعظیم یا خوش کرنے کی ہو یا نہ ہو، کیسا ہے؟ (مختصراً)

اس سوال کے جواب میں امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ان لوگوں کو بے ضرورت و مجبوری ابتداء سلام حرام اور بلا وجہ شرعی ان سے مخالطت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام، قرآن عظیم میں قعود معہم (یعنی ان کے پاس بیٹھنے) سے نہیں صریح موجود اور حدیث میں بخندہ پیشانی ملنے پر قلب سے نور ایمان نکل جانے کی وعید، افعال تعظیمی مثل قیام (کھڑا ہونا) تو اور سخت تر ہیں یوہیں کلمات مدح (یعنی تعریفی کلمات کہنا) حدیث میں ہے اذا مدح الفاسق غضب الرب و اهتزله عرش الرحمن (جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ عزوجل غضب فرماتا ہے اور رحمن عزوجل کا عرش ہل جاتا ہے)....باقی دنیوی مراسم جن میں تعظیم و اختلاط نہ ہو ان میں فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دینیہ پر نظر کی جائے گی اور مرتد و مبتدع سے بالکل ممانعت اور ضرورات شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ۔''

(احکام شریعت، صفحہ 324، نظامیہ کتاب گھر، لاہور)

علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مبتدع تو مبتدع فاسق بھی شرعا واجب الاہانۃ ہے اور اس کی تعظیم ناجائز چنانچہ علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں ''الفاسق العالم تجب اهانته شرعا فلا یعظم'' ترجمہ: فاسق عالم کی شرعا توہین ضروری ہے اس لیے اس کی تعظیم نہ کی جائے۔

(مراقی الفلاح، فصل فی بیان الاحق بالامامة، صفحہ 115، المکتبة العصریة)

امام علامہ فخر الدین زیلعی تبیین الحقائق، پھر علامہ سید ابوالسعود ازہری فتح المعین، پھر علامہ سید احمد مصری حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں ''قد وجب علیهم اهانته شرعا'' ترجمہ: ان پر اس کی اہانت ضروری ہے۔

(طحطاوی علی الدر المختار، باب الامامة، جلد 1، صفحہ 243، دار المعرفة، بیروت)

علامہ محقق سعد الملۃ والدین تفتازانی مقاصد وشرح مقاصد میں فرماتے ہیں" حکم المبتدع البغض والعداوۃ والاعراض عنہ والاھانۃ والطعن واللعن "ترجمہ: بدمذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض وعداوت رکھیں، روگردانی کریں، اس کی تذلیل وتحقیر بجالائیں۔ اس سے لعن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔
(شرح مقاصد، المبحث الثامن، حکم المومن، جلد2، صفحہ 270، دارالمعارف النعمانیہ، لاہور)

دوسرے مغالطے کا جواب

یہ کہنا کہ تاریخ اسی طرح لکھی جاتی ہے، یہ بات بھی شرعا اور تاریخی اعتبار سے درست نہیں۔ تاریخ وتراجم لکھنے کا اصل مقصد وفائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہر شخصیت کے متعلق لوگوں کو صحیح معلومات فراہم کی جائے کہ اصلاح امت میں اس کا کردار منفی تھا یا مثبت، تاکہ عوام الناس کو حق وباطل کی تمیز ہوسکے۔ کمال بات یہ ہے کہ ''تذکرہ علمائے ہندوستان'' کے مقدمہ میں یہی بات خوشتر نورانی صاحب نے مصنف محمد حسین بدایونی کے حوالے سے نقل کی ہے چنانچہ لکھا: ''تاریخ ہی ایسی چیز ہے، جس سے عبرت انگیز اور فرحت آمیز حادثات وواقعات کا علم ہوتا ہے، زمانے کے نشیب وفراز سمجھ آتا ہے، حق وباطل میں تمیز کرنے کا مادہ پیدا ہوتا ہے، تجربہ حاصل ہوتا ہے، ترغیب وترہیب اس سے بخوبی حاصل ہوتی ہے۔ قدرت کے عجائبات وغرائبات کے مشاہدے سے قادر مطلق کی قدرت سے عارف باللہ ہونے کا عمدہ ذریعہ ہے۔ نیک وبد کاموں کے نتائج جانے جاتے ہیں۔''
(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 68، دارالنعمان پبلیشرز)

اگر قصداً گمراہ ومرتدین کی خباثتوں کو ذکر نہ کیا بلکہ ان کو اس انداز سے پیش کیا کہ وہ بہت علامہ وفہامہ اور دین کے خدمتگار تھے تو یہ مصنف کی خیانت ہے جس کا اعتراف خود سید محمد حسین نے کیا ہے چنانچہ لکھا ہے: '' تاریخی حالات، تحقیقی راست، بلاکم وکاست، من وعن لکھنا مؤرخ کا فرض منصبی ہے۔''
(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 76، درالنعمان پبلیشرز)

اسلاف نے جو تاریخ وسیرت اور تراجم کی کتابیں لکھی ہیں ان میں جابجا ایسے جزئیات موجود ہیں جن میں واضح طور پر گمراہ ومرتدین کے عقائد ونظریات کی نشاندہی کرکے ان کی تردید کی ہے اور ان لوگوں کے متعلق سخت کلمات کہے ہیں تاکہ لوگ ان کے فتنوں سے آگاہ ہوسکیں۔ اگر تاریخ وتراجم لکھنے والے پچھلے لوگ محمد حسین بدایونی اور خوشتر نورانی صاحب جیسے ہوتے تو آج امت محمدیہ کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ ابوجہل دشمن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم تھا، کیونکہ انہوں نے ابو جہل کی بہادری اور سرداری کو پیش کرکے اسے عظیم شخصیت ثابت کر دینا تھا۔ یونہی تراجم کی کتب لکھتے تو تمام راویوں کو عادل ثابت کر دیتے کہ کسی کے فسق وغیرہ کو ذکر ہی نہ کرتے فقط اس کی تعریفیں ہی کر دیتے۔

چند حوالے تاریخ وتراجم کی کتب سے پیش خدمت ہیں کہ انہوں نے گمراہ ومرتدین کا ذکر اپنی کتابوں میں کیسے کیا:

بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب میں عمر بن احمد بن ھبۃ اللہ (المتوفی 660ھ) نے لکھا "اسحاق الذي تنسب اليه الاسحاقية من النصارى: **رجل لعين**، ممن غير دين المسيح عليه السلام عند ظهور الشعوب واختلافهم، ظهر بعد مرسواري اللعين الذي ادعى ان المسيح رب العالمين"

(بغية الطلب في تاريخ حلب، جلد3، صفحہ 1548، دار الفکر، بیروت)

تاریخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام میں شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (المتوفی 748ھ) لکھتے ہیں" عطاء المقنع **شيخ لعين**، خرساني، كان يعرف السحر والسيمياء، فربط الناس بالخوارق والمغيبات، وادعى الربوبية من طريق المناسخة"

(تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام، جلد4، صفحہ 458، دار الغرب الإسلامي)

البدایۃ والنہایۃ میں ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی (المتوفی 774ھ) نے لکھا "قال أبو شامة: في سنة سبع وخمسين وستمائة مات شخص **زنديق** يتعاطى الفلسفة والنظر في علم الأوائل، وكان يسكن مدارس المسلمين، وقد أفسد عقائد جماعة من الشبان المشتغلين فيما بلغني، وكان أبوه يزعم أنه من تلامذة ابن خطيب الري الرازي صاحب المصنفات. حية ولد حية"

(البداية والنهاية، جلد13، صفحہ 218، دار الفکر، بیروت)

تاریخ ابن خلدون میں عبد الرحمن بن محمد ابن خلدون (المتوفی 808ھ) نے لکھا "كان ماني الثنويّ **الزنديق**"

(ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب والبربر ومن عاصرهم من ذوي الشأن الأكبر، جلد2، صفحہ 203، دار الفکر، بیروت)

النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة میں یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی (المتوفی 874ھ) لکھتے ہیں "وكان أبو زرعة الرازيّ يقول: بشر بن غياث **زنديق**"

(النجوم الزاهرة في ملوک مصر والقاهرة، جلد2، صفحہ228، وزارة الثقافة والإرشاد القومي، دار الكتب، مصر)

تہذیب التہذیب میں ابو الفضل احمد بن علی حجر العسقلانی (المتوفی 852ھ) لکھتے ہیں "كان ابن معين يقول يوسف الستي **زنديق** وعائذ بن حبيب **زنديق**"

(تهذيب التهذيب، جلد5، صفحہ88، مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند)

مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان میں ابو محمد عفیف الدین عبد اللہ الیافعی (المتوفی 768ھ) لکھتے ہیں "وفيها توفي الحاكم بأمر الله أبو علي منصور بن العزيز بن نزار بن المعز العبيدي صاحب مصر والشام والحجاز والمغرب، فقد في شوال وله ست وثلاثون سنة. جهزت أخته ست الملك عليه من قتله، وكان **شيطاناً مهيباً خبيث النفس متلون الاعتقاد**"

(مرآة الجنان وعبرة اليقظان في معرفة ما يعتبر من حوادث الزمان، جلد3، صفحہ20، دار الكتب العلمية، بيروت)

المعارف میں ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری (المتوفی 276ھ) لکھتے ہیں "وكان ابن قتيبة **خبيث اللسان** يقع في حق كبار العلماء" (المعارف، صفحہ85، الهيئة المصرية العامة للكتاب، القاهرة)

المعرفۃ والتاریخ میں یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی (المتوفی 277ھ) لکھتے ہیں "بلغني عن ابن معين قال: نوح بن دراج **كذاب خبيث**" (المعرفة والتاريخ، جلد3، صفحہ56، مؤسسة الرسالة، بيروت)

المنتظم في تاریخ الامم والملوک میں جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن الجوزی (المتوفی 597ھ) لکھتے ہیں "جرول بن مالک---وكان **خبيث اللسان** كثير الهجاء"

(المنتظم في تاريخ الأمم والملوک، جلد5، صفحہ307، دار الكتب العلمية، بيروت)

تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام میں شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی (المتوفی 748ھ) معبد جہنی بصری کے متعلق لکھتے ہیں "قال مرحوم العطار: حدثني أبي وعمي قالا: سمعنا الحسن يقول: إياكم ومعبدا الجهني، فإنه **ضال مضل**. وقال جرير بن حازم، عن يونس بن عبيد، قال: أدركت الحسن وهو يعيب قول معبد، يقول: هو **ضال مضل**"

(تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، جلد6، صفحہ201، دار الكتاب العربي، بيروت)

شذرات الذہب في اخبار من ذہب میں عبد الحی بن احمد بن محمد الحنبلی (المتوفی 1089ھ) لکھتے ہیں "والجعد هذا من أوّل من نفى الصّفات، وعنه انتشرت مقالة الجهميّة، إذ ممن حذا حذوه في

ذلک الجهم بن صفوان، عاملهما الله تعالى بعدله. قال الذّهبيّ في «المغني»: الجعد بن درهم **ضالّ مضلّ**، زعم أن الله تعالى لم يتخذ إبراهيم خليلا''

(شذرات الذهب في أخبار من ذهب، جلد2، صفحہ112، دار ابن کثیر، بیروت)

میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی (المتوفی 748ھ) لکھتے ہیں ''عبد الله بن سبأ من **غلاة الزنادقة. ضال مضل**''

(میزان الاعتدال في نقد الرجال، جلد2، صفحہ426، دار المعرفة للطباعة والنشر، بیروت)

توضیح المشتبہ فی ضبط اسماء الرواۃ میں محمد بن عبد اللہ الشافعی (المتوفی 842ھ) لکھتے ہیں ''لقبه قشيلة **فاسق رافضي**''

(توضیح المشتبه في ضبط أسماء الرواة وأنسابهم وألقابهم وكناهم، جلد7، صفحہ104، مؤسسة الرسالة، بیروت)

یونہی امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المنتظم فی تاریخ الامم والملوک'' میں مانی اور یونس بن فروہ کو زندیق کہا۔ پھر آگے ایک جگہ ان الفاظ کی ہیڈنگ بنائی ''أحمد بن يحيى بن إسحاق أبو الحسين الريوندى **الملحد الزنديق**'' **امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام'' میں لکھا** ''وإسحاق بن محمد بن أبان النخعي الأحمر **الزنديق الإلحادی**'' **پھر آگے یوں لکھتے ہیں** ''أبو جعفر بن أبي العزاقر الشلمغاني **الزنديق**'' **امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ طبری کی ساتویں جلد میں کئی مقامات پر صاحب الزنج کو فاسق و خبیث لکھا ہے۔ ایک شخص کے متعلق یوں لکھتے ہیں** ''جعفر بن أحمد خال ابن **الخبيث الملعون**'' **ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ ''الکامل فی التاریخ'' میں لکھتے ہیں** ''جعفر بن إبراهيم المعروف بالسجان وكان من ثقات **الخبيث**'' **امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ''تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام'' میں لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو ان الفاظ کے ساتھ خبیث کہا** ''قدمت أخبرت أحمد بن حنبل فقال قاتله اللّٰه **الخبيث**''

کتاب ''تذکرہ علمائے ہندوستان'' کی شرعی حیثیت

اس کتاب کے متعلق راقم کا یہ مؤقف ہے کہ اس کتاب میں کئی شرعی قباحتیں ہیں جس کی وجہ سے اس کا چھاپنا شرعاً جائز نہیں۔ ایسی کتاب اشاعت فاحشہ میں سے ہوتی ہے جس میں کفار، گمراہ و مرتدین کی تعظیم و تعریف ہو۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے جب ہندو دیوتاؤں اور ان کے مذہبی پیشواؤں کے متعلق

تعظیمی کلمات چھاپنے کا سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: "ایسے اقوال کے قائم ہادی نہیں ہوسکتے بلکہ مضل ہیں یعنی گمراہ کرنے والے اور گمراہی پھیلانے والے اور مسلمانوں کو گمراہی کی طرف بلانے والے، اور جو ایسے اقوال کو شائع کرتے ہیں وہ مسلمانوں میں اشاعت فاحشہ کے محب اور ان قائلوں کی طرح غضب جبار و عذاب قہار کے مستوجب ہیں بزرگان اسلام کے مناقب کو دنت کتھا یعنی بے اصل افسانہ کہنا ہی گمراہی کے لئے کافی تھا مگر کفار کے مذہبی جذبات اور ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد14، صفحہ624، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اس کتاب سے بعض علمائے کرام کے متعلق کچھ معلومات تو مل جائے گی لیکن بدمذہبوں اور مرتدین کا ذکر جس انداز سے کیا گیا ہے اس کا نقصان اہل سنت کو زیادہ ہے کہ گمراہ فرقے اور قادیانی اس کتاب کے حوالے اہل سنت پر بطور حجت پیش کریں گے اور حسام الحرمین کے حوالے سے جس طرح پہلے سازشیں کرتے ہیں اب مزید کریں گے۔

آخری عرض

خوشتر نورانی صاحب اور اس کتاب کا دفاع کرنے والے دیگر احباب سے عرض ہے کہ اس مسئلہ کی حساسیت کو سمجھیں اور اسے اپنی "انا" کا مسئلہ نہ بنائیں۔ اس کتاب سے ہونے والے نقصانات کی طرف نظر کریں اور بالخصوص "صلح کلیت" کے مفاسد کو بھی سمجھیں کہ آج سے پہلے بھی کئی مولویوں نے صلح کلیت کا پرچار کرکے اپنے کیے کرائے پر پانی پھیرا اور اہل سنت میں رخنہ ڈالا ہے۔

خوشتر نوارنی صاحب! جس ہستی کے ساتھ آپ کی نسبت ہے اس نے ساری زندگی رد بدمذہب کرکے اہل سنت کا دفاع کیا ہے، آپ اس کے الٹ چل کر اہل سنت پر تنقیدیں کرکے بدمذہبوں کو تقویت نہ دیں۔ اپنے مسلک کے ساتھ وفاداری کریں جس کے صدقے آپ کو یہ سب عزت ملی ہے۔ علمائے اہل سنت آپ کو صلح کلی کہنا شروع ہوچکے ہیں اور جام نور کے طرز عمل پر بھی تنقید کررہے ہیں۔ دوماہی الرضا میں ڈاکٹر محمد امجد رضا امجد کا مضمون "تحریک ندوہ سے تحریک جام نور تک" کا خلاصہ پیش خدمت ہے: "**جام نور کا حال بھی "ندوہ" سے مختلف نہیں**، وہ بہار کا جھونکا بن کر آیا، بادل بن کر برسا، مگر مقبولیت کے نصف النہار پہ پہنچتے پہنچتے عصبیت، تشکیک، تفسیق اور اپنے ہی

لفظوں میں ’’عدم برداشت، تشدد اور جدال و پیکار‘‘ کا شکار ہو گیا۔ کون سوچ سکتا تھا کہ پہلے شمارہ سے ہی علماء و مشائخ ،مرید و مرشد، استاذ و شاگرد، امام و مقتدی اور عوام و خواص پہ چھا جانے والا رسالہ ایک دہائی سفر کرتے کرتے ’’اے آب خاک شو کہ تر آبونہ ماند‘‘ کا مصداق بن جائے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جام نور نے صحافت کے ذریعہ متنوع جہات پہ اپنی خدمات کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں ،جماعت کی مقتدر شخصیات حضرت سید محمد اشرف میاں ،حضرت بحر العلوم، علامہ شبنم کمالی، حضرت سید وجاہت رسول قادری، علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی، علامہ محمد احمد مصباحی، مفتی نظام الدین رضوی، حضرت سید نجیب حیدر قادری، مولانا کوکب نورانی اکاڑوی، پیر زادہ اقبال احمد فاروقی، پروفیسر سید شاہ طلحہ رضوی برق، مفتی عبد الحلیم رضوی، پروفیسر فاروق احمد صدیقی، ڈاکٹر شرر مصباحی، سید اجمل اشرفی، ڈاکٹر شکیل اعظمی، مولانا یسین اختر مصباحی وغیرہ کی حوصلہ افزا تحریریں اس کی واضح مثالیں ہیں جو جام نور کے شماروں میں موجود ہیں۔ مگر چاند میں دھبہ کی مانند کچھ بات تو ایسی ضروری ہوئی جس سے بعض اہل نظر کے دل میں کھٹک کا احساس ہوا، یہ کھٹک خدشہ و تشویش کی راہوں سے گزرتی ہوئی ’’جرأت اظہار‘‘ تک پہنچی اور ’’ازالہ خدشات‘‘ سے مایوسی کے سبب معاملہ ’’دارالافتاء پہ دستک‘‘ تک جا پہنچا۔۔۔ اگست 2015 سے جام نور کے جو شمارے منظر عام پہ آئے ہیں اس کا ’’جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ‘‘ والے جام نور سے کوئی علاقہ نہیں، کہنے کو اس میں فکر و نظر، روبرو، پس منظر و پیش منظر ،حالات حاضرہ، تذکار، دیوان عام اور جہان ادب سارے جلووں کی یکجائی ہے مگر اس حسن سولہ سنگار کو محبت بھری نظروں سے دیکھنے والی آنکھیں نہیں ہیں، ایک ایک کرکے سارے وابستگان ’’ندوہ کی طرح‘‘ اس سے علیحدہ ہو گئے، نہ شہزادگان مارہرہ کی شرکت باقی رہی ،نہ بزرگان بریلی کی شمولیت، نہ مشائخ کچھوچھہ کا اس سے کوئی علاقہ رہا، نہ علمائے اشرفیہ کا اس سے تعلق۔۔۔ اب جو افراد اس سے وابستہ ہیں (ایک دو کو چھوڑ کر وہ وابستہ کم چمٹائے ہوئے زیادہ ہیں) ان میں غالب اکثریت دو طرح کے افراد کی ہے:

(۱) غیر معروف و مبتدی قلمکار، جو مآل سے بے نیاز، فکر افراد سے آزاد اور عصبیت کے شکار ہیں۔

(۲) کچھ (کالج اور یونیورسیٹی کے) دانشور کہے جانے والے افراد، جن کی شمولیت اکابر علما کی لاتعلقی کا کفارہ نہیں بن سکتی۔

مسئلہ ان کا نہیں جو جان و دل بچا کر کنارہ کش ہو گئے بلکہ ان کی کنارہ کشی کیا پیغام دے رہی ہے اسے سمجھنے اور سمجھانے کا ہے۔

اگست ۲۰۱۵ سے لے کر فروری ۲۰۱۶ تک شائع ہونے والے رسالے کی مشمولات و مندرجات پہ سنجیدگی سے غور کریں تو محسوس ہو گا کہ:

(۱) شروع کے پانچ شماروں (اگست یا دسمبر ۲۰۱۵) میں جماعت اہل سنت کے علما، مفتیان عظام اور طلبہ مدارس اسلامیہ کو ہدف تنقید و تضحیک بناتے ہوئے ساری حدیں پار کر دی گئی ہیں۔

(۲) جنوری ۲۰۱۶ کے شمارہ کو حالی "حیات جاوید" کی طرح کلی طور پر پاک و ہند کے معتوب و مغضوب ڈاکٹر طاہر القادری کی مکمل مدح سرائی کا مجموعہ بنا دیا گیا اور (۳) فروری کا شمارہ ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کا سودا کرنے والی "ورلڈ صوفی کانفرنس" کی بازار سازہے۔ ان میں سے کوئی رخ ایسا نہیں جس کی علمائے اہل سنت اور قول و عمل میں یکسانیت رکھنے والے مشائخ و صوفیہ تحسین کر سکیں۔۔۔

ڈاکٹر طاہر القادری کے علاوہ ابن تیمیہ کے حوالے سے بھی جام نور کی نرم روی اس کے صلح کلیت کا غماز ہے۔۔۔ آج یہی جام نور بالواسطہ و بلاواسطہ ابن تیمیہ کو شیخ محسن، مصلح، متورع، مجتہد، متقی، صوفی، صاحب روحانیت، متبع سنت اور کیا کیا بنانے پر آمادہ ہے، آپ یہ کہہ کر جان نہیں چھڑا سکتے کہ یہ ساری باتیں جام نور میں نہیں، جام نور کی "مفتخر و مقتدر" ٹیم کے تو ہیں، جسے آپ جام نور کی دس سالہ خدمات کا حاصل سمجھتے ہیں۔ بیچارے اسٹیج کے "گویا" اور "مداری" پر تو آپ کا تیشہ اصلاح خوب چلا، مگر جس فکر و نظر کے اظہار سے عقیدے میں فتور اور صلح کلیت کی راہ ہموار ہو رہی ہے وہاں خاموشی ہی نہیں جرأت مندانہ حمایت "ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ" نہیں تو اور کیا ہے؟"

(دوماہی الرضا، انٹرنیشنل، پٹنہ، صفحہ 6۔۔۔، مارچ اپریل ۲۰۱۶ء)

گزارش ہے کہ آپ اس بارے میں غور و فکر کریں۔ بدمذہبوں کو خوش کرنے کے چکر میں اپنے اہل سنت محبین کے عقیدے پلپلے نہ کریں، انہی جیالوں نے آپ کا مزار بنا کر ہر سال عرس منانا ہے، اس لیے اور کچھ نہیں تو ان کو صحیح راہ پر تو چلا جائیں۔ صلح کلیت کوئی بہت بڑا کارنامہ نہیں بلکہ صلح کلی کا حال دھوبی کے کتے کی طرح ہوتا ہے جو نہ

گھر کا رہتا ہے نہ گھاٹ کا۔ وقتی طور پر چاپلوسی کرنے والے یہی باور کرواتے ہیں کہ آپ مجددانہ کام کر رہے ، اتحاد امت کے داعی ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد سوائے ذلت کے کچھ ہاتھ نہیں آتا، عام طور پر بدمذہبوں کی اصلاح نہیں ہوتی ،البتہ اہل سنت کا خوب نقصان ہو جاتا ہے۔ صلح کلی کے محب ساری زندگی اپنے قائد کی اندھی تقلید میں اس کی گمراہ کن عبارتوں کی تاویلاتِ باطلہ کرتے ہیں۔

ناشر مقصود بھائی سے بھی عرض ہے کہ اپنے تھوڑے نقصان کو مد نظر رکھ کہ اس کتاب کا دفاع کرتے ہوئے علمائے اہل سنت سے بد ظن نہ ہوں۔ چند پیسوں کے لیے اپنی آخرت خراب نہ کریں۔ امید ہے کہ آپ اس بارے میں غور کریں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کے عقائد کی حفاظت فرمائے اور اہل سنت و جماعت کے عقیدے پر موت نصیب کرے۔ آمین۔

اس آرٹیکل کے کچھ عرصہ بعد جب دیگر علمائے کرام کی طرف سے بھی شدید تنقید ہوئی تو اس کتاب کے ناشر مقصود صاحب کا رجوع نامہ شائع ہوا جو کچھ یوں ہے۔

کتاب ''تذکرہ علمائے ہندوستان'' کے ناشر مقصود صاحب کا رجوع نامہ

پچھلے دنوں ایک کتاب بنام ''**تذکرہ علمائے ہندوستان**'' کے ناشر کا رجوع نامہ اخبار میں چھپا، جس کو پڑھ کر فقط اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ مقصود صاحب کو اپنے عمل پر ندامت و شرمندگی ہوئی ہے، جو کہ اچھی بات ہے، پہلے تو مصنف، ناشر اور اس کے مؤیدین کا یہ مؤقف تھا کہ تاریخ اسی طرح لکھی جاتی ہے۔

اس رجوع نامہ کو اگر شرعی نقطہ نظر سے پرکھا جائے تو اس میں کئی نقائص ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) رجوع نامہ میں فقط قادیانیوں کے نام شامل کرنے سے ندامت کا اظہار ہے۔

اس کتاب میں فقط قادیانیوں کا نام شامل کرنے پر اعتراض نہ تھا بلکہ دیگر کئی مرتدین اور گمراہ لوگوں کا نام شامل کرنے پر کلام تھا۔ قادیانیوں کا نام شامل کرنے پر دو اعتراض ہیں: ایک اعتراض یہ ہے کہ ہندوستان کے علماء کا ذکر کرتے ہوئے قادیانیوں کو اس میں شامل کیا۔ دوسرا یہ کہ ان مرتدین کا ذکر اچھے کلمات کے ساتھ کیا۔ جبکہ ایک

بدمذہب کو علمائے دین میں شامل نہیں کیا جاسکتا اور اس کے متعلق تعریفی کلمات بھی نہیں کہے جاسکتے چہ جائیکہ مرتدین کے ساتھ یہ معاملہ کیا جائے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ''یہ اوپر بتادیا گیا اور واجب اللحاظ ہے کہ عالم دین وہی ہے جو سنی صحیح العقیدہ ہو، بدمذہبوں کے علماء علمائے دین نہیں۔ یوں تو ہندوؤں میں پنڈت اور نصاریٰ میں پادری ہوتے ہیں اور ابلیس کتنا بڑا عالم تھا جسے معلم الملکوت کہا جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ ﴿اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ﴾ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ نے اسے باوصف علم کے گمراہ کیا۔)

ایسوں کی توہین کفر نہیں بلکہ تاحدِ مقدور فرض ہے، حدیث شریف میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفه الناس اذکروا الفاجر بمافیه یحذره الناس'' کیا تم فاجر کے ذکر سے گبھراتے ہو جب لوگ اسے جانتے ہوں فاجر کے فجور کا ذکر کرو تاکہ لوگ اس سے محفوظ رہیں۔''

(فتاویٰ رضویہ، جلد14، صفحہ613، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مرتدین کے متعلق فرماتے ہیں: ''جو ان کو عالم دین یا پیر وسنت سمجھے قطعاً کافرومرتد ہے۔ شفائے امام قاضی عیاض وذخیرۃ العقبیٰ بحر الرائق ومجمع الانہر وفتاوٰی بزازیہ ودرمختار وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے ''من شك فی عذابه وکفرہ فقد کفر'' جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ جب ان کو مسلمان سمجھنا درکنار ان کے کفر میں شک کرنا موجب کفر ہے تو معاذ اللہ انہیں عالم دین یا پیر وسنت سمجھنا کس قدر اخبث کفر ہوگا۔''

(فتاویٰ رضویہ، جلد14، صفحہ405، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(2) محمد حسین بدایونی کو اہل سنت کا ثقہ عالم دین کہا۔

محمد حسین بدایونی اہل سنت کا ثقہ عالم دین نہیں بلکہ اس کا صلح کلی ہونا اس کی تحریرات سے ثابت ہے۔

(3) رجوع میں کہا ہے: ''مرزا قادیانی کے تذکرہ پر ڈاکٹر خوشتر نورانی نے حاشیہ لکھتے ہوئے جدید تحقیقی اسلوب اختیار کرتے ہوئے ''End Note'' میں مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے متعلق علمائے اسلام کا واضح حکم تکفیر ذکر کیا ہے۔''

خوشتر صاحب نے تو واضح طور پر تکفیر کا ذکر نہیں کیا بلکہ مصنف حسین بدایونی نے مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر اس طور پر کیا کہ وہ عیسائی اور دیگر اسلام مخالفین سے مناظرے کرتا رہا۔ جسے پڑھ کر قاری یہ سمجھے گا کہ مرزا نے دین اسلام کی خدمت کی ہے۔ اس کے دعویٰ مجدد، مہدی اور نبی کو صحیح طرح ذکر ہی نہیں کیا فقط اتنا کہا کہ ''آخر پر

نزول وحی کے مدعی ہوئے“خوشتر نورانی نے حاشیہ میں لکھا: ”**مرزا صاحب کے مذکورہ دعوے کے پیش نظر جمہور علمائے اسلام نے اس گروہ کو کافر قرار دیا ہے۔**“ (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 688، دارالنعمان پبلیشرز)

قادیانیوں کے خلیفہ اول نورالدین قادیانی کو مرتد نہ کہا بلکہ اس کے نام کے ساتھ مولانا لکھا اور کہا: ”حکیم خلیفہ نورالدین مرزائی، آپ شاگرد اور مرید و خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ہیں، گویا مرزا صاحب کے خاص دست راست ہیں۔“ (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 394، دارالنعمان پبلیشرز)

نورالدین قادیانی کے متعلق خوشتر نورانی کا حاشیہ ملاحظہ ہو: ”**مرزا صاحب کی اس دنیا سے رخصتی کے بعد ۲۷ مئی کو مولانا نورالدین** کو متفقہ طور پر پہلا خلیفہ منتخب کیا گیا۔۔۔ **مولانا کے عہد میں اس فرقے نے کافی ترقی کی**، نئے اخبارات کا اجرا ہو، تصانیف کا شعبہ قائم ہوا اور درجنوں تصانیف لکھی گئیں، بڑے پیمانے پر لائبریری قائم کی گئی اور انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ہوا، نیز لندن میں پہلا احمدیہ مشن قائم ہوا۔ مولانا نے ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ کو قادیان، ضلع گورداس پور میں **اس دار فانی سے کوچ کیا۔**“

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 821، دارالنعمان پبلیشرز)

مرزا غلام قادیانی کے متعلق لکھا کہ جمہور علمائے اسلام نے اس گروہ کو کافر کہا۔ لفظ ”جمہور“ یہ شبہہ ڈالتا ہے کہ بعض علماء نے اس کی تکفیر نہیں کی تھی جبکہ کسی ایک بھی مستند عالم سے ثابت نہیں جس نے بعد ازم علم مرزا غلام قادیانی کی تکفیر میں سکوت کیا ہو۔ اس کے علاوہ عبد الماجد بھاگل پوری قادیانی کی تعریف و توصیف پر مشتمل تذکرہ کے حاشیہ میں خوشتر نورانی صاحب نے کوئی وضاحتی نوٹ نہیں لکھا۔

(4) لکھا ہے: ”اشاعت کے وقت مجھے چاہیے تھا کہ پاکستان کے معروضی حالات کے پیش نظر مرزا قادیانی کے متعلق حکم تکفیر ”End Note“ کی بجائے ”Foot Note“ یعنی اس صفحہ پر جہاں مرزا قادیانی کا تذکرہ تھا، شائع کرتا لیکن میری اس جانب توجہ نہیں گئی۔“

مقصود صاحب کے اس بیان سے لگ رہا ہے کہ اگر پاکستان میں علمائے اہل سنت اس پر گرفت نہ کرتے اور یہاں معاذ اللہ سیکولر ازم عام ہوتی تو اس جیسی کتاب چھپنے پر کوئی حرج نہ تھا۔ دوسرا یہ کہ فٹ نوٹ ہو یا اینڈ نوٹ

ہر صورت قادیانیوں اور دیگر مرتدین کا تعارف غلط انداز میں موجود ہے اور ان کی تکفیر میں نہ صرف سکوت ہے بلکہ ان کی تعریفات ہیں۔

(5)رجوع میں لکھاہے:"آئندہ کتاب میں مرزا قادیانی، حکیم نورالدین بھیروی قادیانی اور عبد الماجد بھاگل پوری قادیانی کا تذکرہ کو حذف کرنے یا ان پر مزید واضح اور مفصل حواشی کا اضافہ کرنے کے لیے بالکل تیار ہوں۔"

یہ ناشر کا واضح آئندہ کا ارادہ ہے کہ وہ معمولی سی ترمیم کرکے اس کتاب کو دوبارہ شائع کرنا چاہتے ہیں، جبکہ علمائے اہل سنت اس پر راضی نہ ہوں گے۔ اس کتاب میں فقط قادیانیوں کے تعارف ہی پر اعتراض نہیں بلکہ دیگر کئی گمراہ اور مرتدین کے تعارف پر اعتراضات ہیں جن کو راقم نے اپنے آرٹیکل میں واضح کیا ہے۔

مقصود صاحب سے گزارش: مقصود صاحب! ہم آپ کے دشمن نہیں کہ ہاتھ دھو کر آپ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، ہم آپ کے عمل سے پریشان ہیں کہ آپ پھر یہ کتاب چھاپنے کے لیے پُرعزم ہیں جو مستقبل میں دین و سنیت کے لیے فتنہ ہے۔ بدمذہب و مرتدین اس کتاب کے حوالے لے کر اہل سنت پر حجت قائم کریں گے کہ آپ کے مسلک کے ایک شخص نے اس کتاب میں ہمارے مولوی کی یہ شان بیان کی ہے اور آپ ہی کے مسلک کے بندے نے اس کو چھاپا ہے۔

مقصود صاحب! یہ بات آپ ہمیشہ یاد رکھیئے گا کہ علمائے اہل سنت دیوبندیوں کی طرح اکابر پرست نہیں کہ اپنے مولویوں کی غلط حرکات کی باطل تاویلات کرتے پھریں، الحمدللہ عزوجل علمائے اہل سنت کا وتیرہ ہے کہ اپنا ہو یا پرایا حق گوئی اور شرعی حکم بیان کرنے میں توقف نہیں کرتے۔ اگر آپ اس طرح کی کتب چھاپ کر صلح کلیت کا ثبوت دیں گے تو آپ کے خلاف جو شرعی حکم بنتا ہو گا، اسے بیان کیا جائے گا۔ آپ نے اس سے پہلے بھی ایک کتاب شائع کی تھی جو **شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی** کی تھی بنام **"حضرت مجدد اور ان کے ناقدین"** اس میں لکھا ہے: "تیسری تحریک مولانا محمد الیاس کی ہے۔ ان کی تحریک انگریزوں کی غلامی کے دور میں ہوئی۔ حدیث صحیح ہے: "تم میں سے کوئی منکر کو دیکھے تو پوری قوت سے اس کو مٹائے، اگر قوت استعمال نہیں کر سکتا تو اپنی زبان سے کام لے اور اگر زبان بھی نہیں ہلا سکتا تو دل سے متنفر ہو۔" **مولانا محمد الیاس** نے دیکھ لیا کہ نہ ہاتھ ہلانے کا موقع ہے، نہ زبان

کا۔ لہٰذا کام اسی صورت میں کیا جاسکتا ہے کہ کسی کا نہ جواب دیا جائے، نہ اس سے اُلجھا جائے۔ صرف اپنے برادرانِ اسلام کو قادیانیوں، پادریوں، شدھیوں اور بے دینوں سے بچایا جائے۔ برادرانِ ملت میں سے جو بھٹک گئے تھے ان کو راہِ ہُدا پر لانے کی کوشش کی اور بالکل خاموشی سے اپنا کام کرتے رہے۔

بہر حال حضرت مجدد کی تحریک اصلاح ہو یا مولانا سید احمد شہید کی یا مولانا محمد الیاس کی، یہ تینوں تحریکیں اسلامی اور مذہبی تحریکیں ہیں۔ تینوں مخلص تھے، تینوں کا مطمح نظر اسلام کی خدمت تھا۔ تینوں نے احوال کو دیکھ کر جدوجہد کی، ان کو ان کی جدوجہد کا اجر رب العزت دے گا۔ رحمہم اللہ ورضی عنہم اجمعین۔"

(حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، صفحہ 225، ورلڈ ویو پبلشرز)

مقصود صاحب! سید احمد اور تبلیغی جماعت کے متعلق آپ کا بھی یہی نظریہ ہے؟ اگر جواب نہیں میں ہے تو پھر آپ نے اس غلط و باطل نظریہ کی حامل کتاب شائع کیوں کی؟ اگر بوقتِ اشاعت کتاب لاعلمی کا عذر پیش کرتے ہیں تو اب تو آپ کو اس کتاب میں موجود خطرناک غلطی کا علم ہو گیا ہے۔ کیا اس اطلاع کے بعد بھی آپ کتاب کو فروخت کریں گے؟

آپ نے ایک کتاب بنام "حرمت تکفیر مسلم" بھی چھاپی جو ایک دیوبندی مولوی ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی کی لکھی ہوئی تھی۔ اس کتاب میں کئی مقامات پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اور دیگر اہل سنت کے علماء پر تنقید کی گئی ہے۔ ایک جگہ لکھا ہے: "خاص طور پر اہل سنت کے ان فتاویٰ تکفیریہ کا شکار ان کے اپنے ہی ہوتے ہیں، جن کو سنیت یا اسلام سے خارج کرتے انہوں نے اپنی تعداد کو کافی کم کر لیا ہے۔ یہاں تک کہ حضور ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ جیسے صاحب علم و ورع کو بھی کافر قرار دیا گیا۔ شب و روز اسلام کی خدمت کا صلہ ہم اپنے ہی اکابر کو اختتام زندگی پر "تکفیر" کی صورت میں دیتے ہیں۔"

(حرمت تکفیر مسلم، صفحہ 36، ورلڈ وی پبلشرز)

آپ کا یہ انداز صلح کلیت کی طرف رجحان کی واضح دلیل ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ صلح کلی شخص نہ صرف اپنا بیڑہ غرق کرتا ہے بلکہ مسلک اہل سنت کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ آپ تو فقط ناشر ہیں، آپ سے پہلے چند مولویوں نے کئی کتب لکھیں لیکن صلح کلیت کی بیماری نے ان کو کیے کرائے پر پانی پھیر دیا اور وہ نہ ہمارے رہے نہ بدمذہبوں کے۔ آپ اپنی روش پر غور کریں کہ آپ کس طرف جا رہے ہیں۔

آخر میں معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ شاید آپ اس خوش فہمی میں ہیں کہ **''تذکرہ علمائے ہندوستان''** کوئی بڑی نایاب کتاب ہے، جسے چھاپنے سے آپ دین کی بڑی خدمت کررہے ہیں اور آپ کو سرمایہ بھی کافی ملے گا۔ آپ تھوڑی تحقیق کریں آپ کو پتہ چل جائے گا چند علماء کرام کے علاوہ بقیہ کئی ایسے علماء ہیں جن کے حالات اس سے بہتر انداز میں دیگر کئی کتابوں میں موجود ہیں۔ مذکورہ کتاب میں معلومات کم اور ایمان کو خطرہ زیادہ ہے۔